تواضع

جناب م۔ ع۔ رحمٰن حمیدی مشن اسکول گوموہ، دھنباد (بہار)

تواضع کی لغوی تشریح: تواضع وضع اور ضعتہ سے مشتق ہے جس کے معنی گرنے اور پست ہونے یا کسی کو پست کرنے کے ہیں، اسی لئے پست اور ذلیل آدمی کو وضیع کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان تمام معانی سے ایک مذموم صفت کا مفہوم پیدا ہوتا ہے لیکن تواضع کے لفظ میں یہ مفہوم یا تو بدل جاتا ہے یا پھر ایک پاکیزہ صفت بن جاتا ہے۔

تواضع کے لفظی معنی ہیں، تذلل یعنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا، اسی لئے عرب زمین کے اس حصے کو جو اپنے قریب سے نیچا ہو، تواضعت الارض استعمال کرتے ہیں، اسی سے تواضع القوم نکلا ہے، جس کے معنی ہیں قوم کا کسی ایک بات پر متفق ہو جانا، دور سے کسی آبادی کو دیکھئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین سے بالکل لگی ہوئی ہے۔ عرب اس کیفیت کا اظہار ان بلدکم ملتواضع سے کرتے ہیں، اسی سے تواضع ما بیننا ہے جس کے معنی ہیں آپس میں جو رنج وخلش کی بات تھی وہ دور ہوگئی۔

تواضع کا شرعی مفہوم: تواضع کا جو شرعی مفہوم ہے اس میں بھی یہ تمام لغوی معانی موجود ہیں، یعنی ایک بندہ کی بندگی اور عبدیت کا تقاضا ہے کہ وہ خدا کے احکام کے آگے سر نیاز بالکل جھکا دے، دوسروں کے مقابلہ میں اپنے کو پست کرے، جس بات کو حق سمجھے اس کی ہمیشہ موافقت کرے، دوسروں کے ساتھ انکساری سے پیش آئے، ظاہری طور پر اس کی کوئی حیثیت نہ معلوم ہو لیکن جب

اس سے معاملہ پڑے تو وہ معاشرہ کے لئے خوشی اور مسرت کا سبب بن جائے، اُس کے دل میں کسی سے رنج و حسد اور بغض و عداوت نہ ہو۔ جب یہ صفات اس کے اندر پیدا ہو جائیں گے تو خداوند قدوس اُس کی اس اختیاری پستی اور گراوٹ کو بلندی اور رفعت سے بدل دے گا۔ حدیث میں ہے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ یعنی جو شخص اللہ کے لئے انکسار کرے گا اللہ اس کا درجہ بلند کر دے گا۔

قرآن نے لفظ تواضع کا استعمال نہیں کیا ہے بلکہ اس نے تواضع کی تعلیم مظاہر و مواقع کے ذریعہ دی ہے زندگی کے تمام مسائل میں قرآن کا مطمح نظر یہ ہے کہ انسان ہر وقت اور ہر آن خدا کا بندہ اور اُس کا عبد ہے۔ اس لئے اس کا ہر کام دائرۂ عبدیت کے اندر رہنا چاہئے کسی کو یہ مجاز نہیں ہے کہ وہ اپنے کو اس دائرہ سے خارج سمجھے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد اس کو ان تمام طریقوں اور راستوں کو چھوڑنا پڑے گا جو عبدیت کے تقاضوں اور اس کے مظاہر کے خلاف ہیں۔

تواضع کی تعلیم بھی قرآن نے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے دی ہے کہ ایک بندہ بندہ ہوتے ہوئے اپنی زندگی اور خاص طور سے معاشرتی زندگی میں کوئی ایسی روش نہ اختیار کرے جو ایک صالح معاشرہ کے مزاج کے خلاف یا اُس میں کدورت پیدا کر دینے کا سبب ہو بلکہ اُسے وہی روش اختیار کرنی چاہیئے جس سے معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ خوش گواری اور لطف پیدا ہو سکے۔ چنانچہ قرآن نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی یہ روش منشائے عبدیت اور ایک صالح معاشرہ کے مزاج کے سراسر خلاف ہے بخلاف اس کے جو لوگ فروتنی سے چلتے پھرتے ہیں۔ اُن کی توصیف کی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا — اللہ کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت فرمائی تھی اس میں بھی تواضع کی تعلیم ہے۔ آپ نے فرمایا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ (لقمان)

اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر۔ اور زمین پر اترا کر مت چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر۔

سورۂ بنی اسرائیل میں کبھی مسلمانوں کو اور کبھی خود آنحضرتؐ کو خطاب کر کے جو اخلاقی تعلیمات دی گئی ہیں۔ ان آیات میں تواضع اور خاکساری کے مختلف مظاہر بتائے گئے ہیں، بات کرنے میں رخی نہ کی جائے، زمین پر اکڑ کر نہ چلا جائے چال ڈھال میں غرور کا شائبہ نہ ہو۔ اور آواز میں غرور کی سختی اور کرختگی نہ ہو۔ قرآن نے ایک دوسری جگہ بڑے لطیف انداز سے تواضع کی تعلیم دی ہے

واخفض جناحك للمومنين (حجر) اور اپنا بازو مومنوں کے لئے جھکا دو۔

"خفض جناح" یعنی بازو کا جھکا دینا تواضع اور خاکساری سے استعارہ ہے۔ جناح پرندے کے بازو کو کہتے ہیں۔ پرندہ جب زمین پر اُترنے لگتا ہے، یا تھک کر بیٹھنا چاہتا ہے تو اپنے بازوؤں کو جھکا دیتا ہے۔ اس لئے یہ استعارہ کیا گیا ہے کہ انسان کو بھی خاکساری اور فروتنی سے اپنے بازوؤں کو نیچے کر لینا اور تکبر اور ترفع کی بلندی کے بجائے تواضع کی پستی کی طرف اُترنا چاہیئے۔ دوسری جگہ قرآن نے کہا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (مائدہ)

اے ایمان والو، جو بھی تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جس سے وہ محبت کرتا ہو اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں، نرم دل ہیں مومنوں پر اور زبردست ہیں کافروں پر۔

اللہ تعالیٰ نے "اذلتہ علی المومنین" میں "علی" کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ مومنین کے مقابلہ میں فروتر، نرم اور فرمانبردار رہنا ان کی خاص صفت ہے۔ ظاہر ہے کہ تواضع کی تعلیم کا بھی واحد مقصد یہی ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد کے اندر فروتری، نرمی اور انقیاد کی

صفت پیدا ہو جائے تاکہ معاشرتی زندگی زیادہ سے زیادہ خوش گوار اور لطیف ہو سکے۔

حدیث نبوی میں تواضع کی تعلیم: ابھی تک مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ تواضع دنائت وپستی سے مختلف چیز ہے۔ دنائت سے انسان کے اندر گراوٹ پیدا ہوتی ہے لیکن تواضع سے اس میں بلندی وبرتری پیدا ہوتی ہے۔ حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے کہ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ تواضع سے بندہ میں رفعت پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث ہے:

تواضعوا وجالسوا المساکین تکونوا من کبراء اللہ وتخرجوا من الکبر	تواضع اختیار کرو اور غرباء کے ساتھ اٹھو بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کے کبراء میں ہو جاؤ گے (اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا) کہ کبر کے عیب سے پاک ہو جاؤ گے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ غرباء ومساکین جنھیں سوسائٹی میں حقیر وذلیل سمجھا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی تواضع میں داخل ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ تم کبر وغرور جیسے مہلک عیب سے پاک ہو جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں جو لوگ بلند مرتبہ پائیں گے ان میں تم بھی ہو گے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

ان اللہ اوحی الیّ ان تواضعوا حتی لا یفخر احدٌ علی احدٍ ولا یبغی احدٌ علی احدٍ	اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اور تواضع اختیار کرو تاکہ کسی پر کوئی فخر [illegible] نہ کر سکے۔

دوسری حدیث ہے:

علیکم بالتواضع فان التواضع فی القلب ولا یوذین مسلم مسلماً فلرب متضاعف فی اطمار لو اقسم علی اللہ لابرّہ	تواضع کو اپنے اوپر لازم کر لو اور تواضع کی اصل جگہ قلب میں ہے۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ دے اس لئے کہ بہت سے پھٹے پرانے کپڑوں میں رہنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے اوپر (بھروسہ کر کے) قسم کھا لیں تو اللہ انکی قسم کو پورا کر دیگا

مذکورہ حدیث سے تین باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) تواضع کا تعلق قلب سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ظاہری طور پر انکساری کا اظہار کافی نہیں ہے، بلکہ ضروری ہے کہ قلب میں بھی یہ کیفیت جاگزیں ہو، اس لئے کہ اگر قلب میں تواضع کی یہ کیفیت پورے طور پر نہ ہوگی تو اس میں اخلاص نہیں ہوگا اور بغیر اخلاص کے عمل قبول پذیر نہ ہوگا۔ یہ تواضع کا سب سے اعلیٰ اور ارفع درجہ ہے۔

(۲) اگر واقعی یہ کیفیت دل میں اتر گئی ہے تو اس کا حقیقی مظاہرہ یہ ہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، اس کی کسی حرکت یا فعل سے کسی کو روحانی یا جسمانی ایذا نہ پہنچے۔ یہ تواضع کا دوسرا درجہ ہے۔

(۳) بہت سے برگشتہ حال لوگ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجہ رکھتے ہیں، اسی لئے معمولی سے معمولی آدمی کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی برا سلوک کرنا چاہئے، کیونکہ دل کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کی ظاہری بدحالی تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہو، اور اس کے قلب میں بھی یہ کیفیت پیدا ہو۔ اس لئے اس کی تحقیر خدا کی ناراضگی کا سبب ہوگی۔ اور وحدہٗ لاشریک کی ناراضگی دوزخ کا پیش خیمہ ہے۔ یہ تواضع کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

صحابہ کرام اور تواضع: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، "جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عقل و بصیرت میں اضافہ کر دیتا ہے"، حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں "جو شخص خدا کے لئے انکسار کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دے گا"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "لوگ ایک بہت افضل عبادت سے غفلت برتتے ہیں، وہ عبادت تواضع ہے۔"

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو ایک بار دیکھا کہ وہ پانی کا مشکیزہ اپنے کندھے پر رکھے ہوئے جارہے ہیں۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ امیر المومنین ہیں آپ کے لئے یہ زیبا نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ جب میرے پاس وفود اطاعت و فرمانبرداری

کی خبریں لے کر آتے ہیں تو اس کی وجہ سے میرے نفس میں ایک قسم کی نخوت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو میں نے چاہا کہ اس طرح سے نفس کے کبر کو توڑ دوں۔

تواضع کا اصل مقصد یہی ہے کہ نفس میں کبر و نخوت کا شائبہ تک نہ رہنے پائے۔

ایک بار حضرت ابوذرؓ نے حضرت بلالؓ کو سیہ فام کہہ دیا۔ حضرت بلالؓ تو کچھ نہیں بولے لیکن بعد میں حضرت ابوذرؓ کو ندامت ہوئی اور انھوں نے اپنے کو حضرت بلالؓ کے سامنے ڈال دیا اور قسم کھائی کہ جب تک بلالؓ میرے چہرے پر اپنا پاؤں نہ رکھ دیں گے۔ میں اپنا چہرہ نہ اٹھاؤں گا۔

تواضع میں اسی طبعی خاکساری کی ضرورت ہے۔

صوفیائے کرام اور تواضع : اوپر کی تحریر سے ظاہر ہے کہ تواضع کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر خدا کی فرمانبرداری اور اس کی رضا جوئی کی ایسی تڑپ پیدا ہو جائے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اور خصوصیت سے اپنی معاشرتی زندگی میں کوئی ایسی روش نہ اختیار کرے جو اس کی عبدیت کے منشا کے منافی ہو، پھر یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ تواضع افراط اور تفریط کے درمیان کی راہ ہے۔ اس لئے اس راہ پر چلنے کیلئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر وہ افراط کی طرف بڑھا تو گویا اس نے خدا سے بغاوت کی اور اگر تفریط اختیار کی تو اس نے خود اپنے کو ذلیل و خوار کیا۔ صوفیائے کرام نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ تواضع کی تشریح کی ہے۔ فضیل ابن عیاضؒ سے تواضع کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا، "تواضع یہ ہے کہ حق کیلئے مطیع اور فرمانبردار ہو جاؤ۔" ابن عطاءؒ نے فرمایا" تواضع یہ ہے کہ حق جس سے بھی معلوم ہو جائے اسے قبول کر لیا جائے۔" یوسف بن اسباطؒ نے فرمایا۔ "تھوڑی تواضع بہت سی کوششوں کے برابر ہے۔" ایک بار ابن سماکؒ نے ہارون رشید سے کہا کہ" امیرالمومنین تواضع اس مرتبۂ خلافت سے زیادہ بلند ہے۔" حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ "تواضع یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جس مسلمان سے بھی ملو اس کو اپنے سے افضل سمجھو۔" زیاد نمیری کا قول ہے کہ غیر متواضع زاہد اس درخت کی مانند ہے جس میں پھل نہیں آتا۔ (مدارج السالکین)